وَابْتَغُوا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَة
رسالہ
بیعت غائب و حاضر
از
سید السالکین امام العارفین محوی قادری رحمۃ اللہ علیہ
شائع کردہ:- دار التصنیف والاشاعۃ دار العلوم لطیفیہ مکانِ حضرت قطب ویلور قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون
بیعتِ غائب و حاضر
مصنفہ
سید السالکین امام العارفین حضرت مولانا
مرشدنا شاہ سید ابو الحسن
محوی قادری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمہ
مولانا مولوی طبیب الدین اشرفی مونگیری
استاذ دار العلوم لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور قدس سرہ
شائع کردہ :-
دار التصنیف والاشاعت دار العلوم لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور

زیر سرپرستی

اعلیٰحضرت مولانا مولوی ابو النصر سید شاہ محمد باقر صاحب قادری مدظلہ العالی

سجادہ نشین مکان حضرت قطب ویلور قدس سرہٗ

زیر اہتمام

حضرت مولانا ابو الحسن صدر الدین سید شاہ محمد طاہر صاحب قادری ناظم
دار العلوم لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلور قدس سرہ

مترجم

مولانا مولوی محمد طیب الدین صاحب اشرفی مونگیری استاذ دار العلوم لطیفیہ
مکان حضرت قطب ویلور۔

ناشر:

دار التصنیف والاشاعت دار العلوم لطیفیہ
مکان حضرت قطب ویلور قدس سرہ

۹ شعبان ۱۳۸۴ھ م ۱۴ دسمبر ۱۹۶۴ء

مقدمہ

مسئلۂ بیعت غائب وحاضر کا رسالہ جو اس وقت آپ کے سامنے ہے اس سے کماحقہ مستفید ہونے کے لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ مصنف کے مختصر تعارف کے ساتھ ساتھ بیعت اور ضرورت شیخ پر بھی اجمالی روشنی ڈال دی جائے ۔

حضرت مصنفؒ

حضرت مولانا سید شاہ ابو الحسن محوی قادری رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ شعبان سنہ ۱۱۸۶ ہجری بروز دوشنبہ بوقت عصر حضرت مکان ویلور میں پیدا ہوئے ۔ آپ کی عمر پانچ سال کی تھی کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محی الدین سید شاہ عبد اللطیف ذوقی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا ۔ بعد وصال آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو لیکر مدراس چلی گئیں ۔ وہیں آپ نے علوم نقلیہ وعقلیہ کی تکمیل فرمائی اور اپنی محنت شاقہ سے ان علوم کے اندر درک کامل پیدا کرلیا ۔ پھر بیس سال کی عمر میں ویلور تشریف لائے اور تصوف و سلوک کی جانب متوجہ ہوگئے ۔ آپ سلسلۂ اویسی تھے اور سرکار غوث پاکؓ سے آپ نے فیض حاصل کیا ۔ چنانچہ مکتوبات لطیفی میں ہے کہ آپ نے خواب میں یہ دیکھا کہ حوض کوثر کے کنارے کھڑے ہیں ۔ اتنے میں سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ تشریف لائے ۔ آپ نے ان سے آب کوثر پینے کی خواہش ظاہر فرمائی تو حضرت نے مسکراتے ہوئے آپ کو حوض کوثر کے اندر ایک غوطہ دیا ۔ آپ کو نیند میں جب ٹھنڈک محسوس ہوئی

تو بیدار ہوئے اور دیکھا کہ سارا جسم ولباس پانی سے تر ہے۔ اسی طرح آپ کو خرقۂ خلافت عنایت کیا گیا۔ آپ کی زندگی اکثر حالتِ جذب میں گذری۔ اس کے باوجود دینی خدمات کی انجام دہی میں ذرا بھی کوتاہی نہ فرمائی۔ جب بھی حالتِ صحو میں رہتے تصانیف کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھتے۔ بہت سے رسالے فنِ تصوّف میں آپ کے کتب خانۂ لطیفیہ میں اب بھی موجود ہیں جن کا تفصیلی ذکر آپ کے حالات **انوارِ اقطاب ویلور** میں آچکا ہے۔ آپ سے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے کسبِ فیض کیا۔ بے شمار گمراہ اور بدعات میں مُبتلا لوگوں نے تائب ہو کر آپ کے ذریعہ راہِ ہدایت پائی۔ اس زمانے کی بہت سی شرک و بدعات کی لایعنی رسوموں کو آپ نے بالکل ختم فرما کر اسلام کے صحیح رُخ کو پیش کرنے کی سعی کی۔ اللہ تعالےٰ نے اِس سعیٔ پُر فلاح میں نمایاں کامیابی سے سرفراز فرمایا۔ آپ کی شخصیت بہت ہی ذوہیبت وجلال تھی، کوئی جابر سامنے آنے کی جرأت نہ کرتا۔ لیکن خلیق وکریم ایسے کہ کسی کو آپ سے کبھی کسی قسم کا شکوہ نہ ہوا۔ جو بھی آپ کے پاس جن نیتوں کو لے کر آیا، حسبِ استعداد نصیبہ پا کر گیا۔ مختلف مکتبۂ خیال کے لوگوں کے آنے کا سلسلہ ہمیشہ رہتا اور ہر ایک سے ایک ہی طرح کریمانہ انداز رہا۔ اپنی زندگی میں آپ نے ہزاروں کی ملکیت فی سبیل اللہ فقراء ومساکین میں تقسیم فرمائی۔ مخلوقِ خدا کو سیر کر کے خوش رہنا آپ کا شیوہ رہا۔ آبا واجداد ہی کی طرح خدمتِ خلق ودین کو اپنا جزوِ زندگی بنا لیا تھا اور اس خدمت میں تمام تکالیف کو خندہ پیشانی سے قبول فرماتے رہے اور رضائے الٰہی میں ہر لحظہ مشغول رہے۔

جمادی الاخریٰ کی چھبیسویں تاریخ ۱۲۴۳ھ کو دوشنبہ کے دن ستاون سال کی عمر میں دارِ فانی کو خیرباد کہتے ہوئے اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون) مزار احاطۂ مکان ہی میں ہے۔ دیوارِ گنبد پہ حسبِ ذیل قطعۂ تاریخ کندہ ہے ؎

شد از طاقِ رخصت رواں بوالحسن — پئے سیر در روضۂ جاوداں
درآمد بہ مغرب سرِ آفتاب — چو گویم سنش، غاب قطب الزماں
۱۲۴۳ھ

تحقیقِ بیعت

بیعت کے لغوی معنی ہیں اتباع کرنا۔ خرید و فروخت کرنا۔ کسی کا مرید ہونا جیسا کہ قاموس، صراح، غیاث اللغات و بہارِ عجم وغیرہ میں ہے۔ اور مکتوبات لطیفی میں ہے کہ بیعت در لغت باکسی در کاری دست زدن باشد و در اصطلاح شرع باکسی در کاری بروجہ تقرب و عبادت دست زدن است، یعنی بیعت لغت میں کسی کے ساتھ کسی کام میں عہد و پیمان کرنا اور اصطلاح شرع میں کسی کے ساتھ کسی کام میں قربتِ الٰہی اور عبادتِ الٰہی کے لئے عہد کرنا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں کہ بیعت مشتق از بیع است، ہر کہ بیعت کرد گویا ذاتِ خود را با رادۂ کاملہ خود بدستِ مرشد بفروخت و ارادۂ کاملہ عجیب چیز است کہ کدامی شئی بمرتبہ آں نمی رسد زیرا کہ اگر ارادہ نبودی ہیچ شئی از کمن غیب بظہور نیامدی۔ یعنی بیعت بیع سے مشتق ہے جس نے بیعت کی گویا اس نے اپنی ذات کو اپنے پورے ارادے کے ساتھ مرشد کے ہاتھ میں فروخت کر ڈالا۔ کامل ارادہ ایک عجیب چیز ہے کہ کوئی شئی کماحقہٗ اس مرتبے کو نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے کہ اگر ارادہ نہ ہو تو ایک ذرہ بھی پردۂ غیب سے ظہور میں نہیں آتا۔ بیعت اہلِ ایمان کے نزدیک قربِ حق کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے اور یہ مسئلہ اصولِ اسلام یعنی قرآن، حدیث اور اجماعِ امت سے بالاتفاق ثابت ہے۔ قرآن ناطق ہے کہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ یبایعنک علیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئًا و لا یسرقن و لا یزنین و لا یقتلن اولادھن و لا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن و ارجلھن و لا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم

یعنی اے نبیؐ جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے

اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑلیں گی اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شئ کو شریک کریں گے اور نہ چوری زنا اور قتل ناحق کریں گے (رواہ مسلم) اسی طرح بخاری و مسلم میں حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت لی اور شرک و نوحہ وغیرہ سے منع فرمایا۔ علاوہ ازیں اور بہت سی احادیث صحاح کے اندر موجود ہیں وہاں دیکھ سکتے ہیں۔ ملفوظاتِ خواجہ غریبؒ نواز کے اندر ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ یہ معمول تھا کہ جب کوئی مرتا تدفین کے بعد لوگوں کے ساتھ چالیس قدم جاکر پھر قبر کی جانب واپس آ جاتے اور مُردے کے حق میں دیر تک دُعا فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ ایسے شخص کی قبر پر تشریف لائے جس کی زندگی اکثر شراب کباب میں گزری تھی۔ مراقبے میں آپ نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے عذاب کے لئے گرز اٹھا رہے ہیں کہ اتنے میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ کو اپنے شیخ کو یہاں دیکھ کر تعجب ہُوا۔ اتنے میں دیکھتے ہیں کہ حضرت ہاتھ اُٹھائے بارگاہِ الٰہی میں عرض کر رہے ہیں کہ الٰہ العالمین اگر میری کوئی حیثیت تیری بارگاہ میں ہے تو آج اس مرید کی مغفرت فرما کر میری لاج رکھ لے۔ آپ کی اس گڑگڑاہٹ پر رحمتِ باری نے اس سے عذاب اٹھالیا اور اس کی مغفرت فرمائی۔ واقعۂ مذکور کو دیکھ کر حضرت خواجہ غریبؒ نواز نے فرمایا کہ بدنصیب ہے وہ شخص جو کسی پیر کا مرید نہ ہو۔

بیعت کی فضیلت کے تحت ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے ایک قدم راہِ حق میں رکھا تو وہ طالبین حق میں سے شمار کیا جاتا ہے اور اگر کوئی کسی کا مرید ہو جائے تو گویا اس نے راہِ حق میں قدم رکھا۔ شمائل الاتقیاء کے اندر ہے کہ ارادت راہِ حق کی ابتداء اور سالکوں کی پہلی منزل ہے اور اس میں دوسری جگہ ہے کہ ارادت بہت بڑی دولت ہے اور سعادت متبرکہ ہے

اس لئے کہ ارادت پر تو لاہوتی (حقیقتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ صفاتِ ناسوتی سے نہیں۔
حضرت شاہ وجیہ الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ بہت سے لوگ ریاضتوں سے
خدا تک پہنچے لیکن جو فائدہ مرشدوں سے حاصل ہوتا ہے چندے دیگر ہے۔ اس لئے کہ راہ دلی
کے لئے دلبر ہی چاہیئے جو راہ دل کو کھول دے بعض حضرات کا جو یہ خیال ہے کہ بیعت کا
مقصود قبول خلافت اور امامت ہے اور مبایعت متصوفین کوئی شی نہیں ہے یہ محض ان کا
گمان فاسد ہے۔ چنانچہ حضرت قطب ویلور اپنے مکتوب اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
رحمہما اللہ تعالیٰ القول الجمیل کے اندر بیعت پر بحث فرماتے ہوئے اس کا جواب دیتے ہیں کہ:-
فظن قوم انها مقصودة علی قبول الخلافة وان الذی تعتاد الصوفیة من
مبایعة المتصوفین۔ لیس بشیئ وهذا اظن فاسد یعنی بعضے لوگوں نے جو یہ گمان
کیا ہے کہ بیعت قبول خلافت پر منحصر ہے اور وہ جو صوفیوں کی عادت باہمی اہل تصوف سے بیعت لینے کی
ہے وہ شرعاً کچھ نہیں ہے یہ ان کا محض گمان فاسد ہے۔

ضرورت و اہمیتِ شیخ

حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ روح تصوف
میں ایک حدیث بیان فرماتے ہیں، جس کو امام غزالیؒ
نے بھی بیان فرمایا ہے کہ الشیخ فی قومه کالنبی فی امته یعنی شیخ اپنی قوم میں ایسا
ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں" شیخ کامل جو حقیقۃً وارث انبیاء ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ سے
کسب فیض میں اعلیٰ ترین ذریعہ ہیں۔ ان کی حیثیت برزخ کی ہے جن کے ذریعے سے کمال حاصل
کیا جا سکتا ہے۔ ان کے بغیر مطلوب حقیقی کو پانا ممکن نہیں" صاحب روح البیان وابتغوا الیه
الوسیلة کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ واعلم ان الاٰیة الکریمة صرحت بالامر بابتغاء
الوسیلة لابد منها البتة فان الوصول الی الله تعالیٰ لا یحصل الا بالوسیلة
وهی علماء الحقیقة ومشائخ الطریقة قال الحافظ ؎

قطع ایں مرحلہ بے ہمرہی خضر مکن ظلمات است بترس از خطر گمراہی

والعمل بالنفس یزید فی وجودھا، واما العمل وفق اشارۃ المرشد ودلالۃ الانبیاء والاولیاء فیخلصھا من الوجود ویدفع الحجاب ویوصل الطالب الی رب الارباب قال الشیخ ابوالحسن الشاذلی کنت انا وصاحب لی قد آوینا الی مغارۃ لطلب الدخول الی اللہ واقمنا فیھا ونقول یفتح لنا غداً او بعد غد فدخل علینا یوما رجل ذو ھیبۃ وعلمنا انہ من اولیاء اللہ فقلنا لہ کیف حالک فقال کیف یکون حال من یقول یفتح لنا غداً او بعد غد یا نفس لم لا تعبدین اللہ للہ فتیقظنا وتبنا الی اللہ وبعد ذالک فتح علینا یعنی آیۃ کریمہ نے طلب وسیلہ کے حکم کی تصریح کردی ہے۔ وسیلہ لازمی ولابدی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنا صرف وسیلہ ہی کے ذریعے ہوسکتا ہے اور وسیلہ سے مراد علمائے حقیقۃ اور مشائخ طریقت ہیں۔ صحیح فرمایا حافظؒ نے کہ اس مرحلہ کو بغیر خضر کے ہمرہی کے طے نہ کر، اس لئے کہ اس کے اندر بہت سے ظلمات ہیں۔ لہٰذا گمراہی کے خطرے سے خوف کھا۔ نفس کی رائے پر عمل کرنا نفس کی زیادتی ہی کا سبب ہے۔ اور اشارہ مرشد و انبیاء و اولیاء کی رہنمائی و ہدایت کے موافق عمل طالب کو نفس کے وجود سے رہائی دلائے گا اور اس کے حجابات دُور کردیگا اور طالب کو رب الارباب تک پہنچادیگا۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک رفیق کے ساتھ ایک غار میں طلب خدا کے لئے گیا۔ اور ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ ہمارا کام کل یا پرسوں تک ہو جائیگا۔ ایک دن ایک بارعب آدمی ہمارے پاس آیا جس کے بشرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ ولی کامل ہے۔ ہم نے اس کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ اس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جو یہ کہے کہ میرا کام کل یا پرسوں تک ہو جائیگا۔ اے نفس تو اللہ کی عبادت اللہ ہی کے لئے کیوں نہیں کرتا۔ اس کو سُن کر ہم لوگ ہوشیار ہوگئے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ اس کے بعد ہماری مشکلیں آسان ہوگئیں۔ ایک اور جگہ صاحب روح البیان آیۂ یا ایھا الذین آمنوا

اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صادقین سے مراد وہی لوگ ہیں جو وصول الی اللہ کے راستے دکھانے والے ہیں۔ اگر سالک راہ حق ان کے محبوں میں داخل ہو کر ان کے آستانوں کا خادم بن جائے تو اس کو ان کی محبت مل جائیگی اور وہ اُن کی تربیت میں داخل ہو کر سیر الی اللہ اور ترک ماسوی کے درجے تک پہنچ جائے گا۔

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک کہ تو اپنے تمام امور کو کسی پاک وجود کے امر کے تحت نہ کرے کبھی ہوا و حرص کے جال سے رہائی نہیں پا سکتا۔ اگرچہ ساری عمر نفس کو مجاہدہ میں ڈالے رکھے پس اگر تجھے کوئی ایسا وجود مل جائے جسکی تعظیم و تکریم تو اپنے نفس میں پا دے تو اس کی خدمت لازم پکڑ اور اپنے آپ کو اس کے سپرد اس طرح کر دے جیسے میت غسال کے بس میں ہوتی ہے۔ وہ جس طرح چاہے تجھ میں تصرف کرے۔ تو اپنی ساری تدبیریں چھوڑ دے۔ تیرا اس کے ساتھ زندگی بسر کرنا عین سعادت ہے۔ تجھے لازم ہے کہ وہ جو حکم دے فوراً اس کی تعمیل کرے اور جس سے منع کرے اس سے باز آ جائے۔ اگر تجھکو کسب کے لئے حکم کرے تو اس کے ہی حکم سے کسب کر اپنی خواہش سے نہیں۔ اور اگر تجھ کو کسب کے ترک کرنے کا حکم دے تو اس کے حکم سے ترک کر، نہ اپنی مرضی سے۔ کیونکہ وہ تیری بہتری کو تجھ سے بہتر جانتا ہے۔ لہٰذا اے فرزند۔ شیخ کی تلاش میں کوشش کر جو تیری صحیح رہنمائی کرے اور تجھ کو خواطر نفسانی سے بچائے۔ یہاں تک کہ تیرا نفس پاک ہو جائے۔ انتہی۔ طالب کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے تمام مشکلات کے حل میں اپنے شیخ ہی کی جانب رجوع کر کے اُنہیں سے طلب کرے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ الشیخ صورۃ یستحف منھا الطالب لا لھیۃ یعنی شیخ وہ ہستی ہے جس سے مطالب الٰہیہ کو حاصل کیا جاتا ہے۔

حضرت بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن باتوں کے تم خدا سے منتظر ہو

مثلاً لطف و کرم جمال و جلال، ان سب کو شیخ ہی کی طرف سے تصور کرو۔ نیز فرماتے ہیں کہ شیخ کو امور بشری میں اپنے مثل تصور کرنا چاہیئے لیکن امورِ خداوندی میں شیخ کو مثل پیغمبر جاننا چاہیئے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ مقامِ ولایت میں گناہ مراجعت کی دلیل ہے اور مقامِ محبت میں نقص محبّت کی۔ اور مقامِ معرفت میں کمال معرفت کی دلیل ہے۔ شیخ عارف ہے اور عارف کا نفس بھی عارف ہوتا ہے۔ اور نفس جب عرفان کے میدان میں جولانی کرتا ہے اس وقت اس کی بندش مشکل ہوجاتی ہے۔

ایک اور جگہ اسی پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرید کو یہ لازم ہے کہ پیر کو شجر موسیٰ تصور کرے اور شیخ سے جو کلام سنے اُسے محال تصور نہ کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بندہ جب نوافل کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرلیتا ہے تو میرے ذریعے سنتا ہے اور بولتا ہے اور میرے ہی ذریعے دیکھتا ہے الخ۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ شیخ ہی کے وسیلے سے نفس امارہ جو بالذات خبیث ہے، پاک وصاف ہوکر امارگی چھوڑ کر مقامِ اطمینان تک پہنچ جاتا ہے اور کفر طبعی کو چھوڑ کر حقیقی اسلام میں آجاتا ہے۔ شیخ کی شخصیت کیسی ہونی چاہیئے، اسکی اہلیت اور شخصیت پر بحث کرتے ہوئے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الشیخ ھو الذی سلك طریق الحق وعرف المخاوف والمهالك فیُرشدُ المریدَ ویُشیرُ الیه بما ینفعه وما یضرہٗ یعنی شیخ وہ ہے جو طریق حق کو طے کئے ہوئے ہو اور مہالک وخطرات کے مقام کو اچھی طرح پہچانتا ہو اور مرید کی رہنمائی کرے اور ان چیزوں سے جو اس کے حق میں نافع اور ضار ہیں آگاہ کرتا رہے انتہیٰ۔ شیخ کے خصوصیات سے یہ ہے کہ وہ شریعت طریقت، معرفت وحقیقت کی جملہ باریکیوں کو اچھی طرح جانتا پہچانتا ہو اور سنتِ نبوی علیہ السلام پر شدّت سے قولاً وفعلاً من کل الوجوہ عامل ہو۔

ناظرین! کتاب ہٰذا کے اندر حضرت مصنّف نے بیعت حاضر وغائب

کے مسئلے پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور کتاب اپنی افادیت کے اعتبار سے اوّل ہے جس میں بیعت کے جملہ احکام پر بہر طریقے سے بحث کی گئی ہے اور یہ واضح فرمادیا ہے، کہ شیخ غائب و موتیٰ سے بھی اسی طرح فیوضات کا سلسلہ جاری رہتا ہے جس طرح حضور میں ہوا کرتا ہے۔ اگر طالب صادق ہے تو اس کے لئے اس مقام پر فیصلۂ قرب و بعد بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ کثیر اولیاء کرام کو اس طرح سے فیض حاصل ہوا ہے اور وہ منزل مقصود تک پہنچے ہیں۔ خود حضرت مصنّف نے بھی اسی طرح سلوک طے فرمایا۔

کتاب کی بوسیدگی سے یہ امید نہ تھی کہ کما حقہٗ اس کے مضامین اخذ کئے جا سکینگے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ اس کے فضل و کرم اور حضرت مصنّف کے فیوضات اور نظر توجہ نے اس میں بہت کچھ اعانت فرمائی اور پورے مضامین اخذ کر لئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو طالبین حق کے لئے مفید ترین ثابت فرمائے اور اس سیاہ کار کو اپنے فضل سے حضرت مصنّفؒ کے وسیلے سے مغفرت کرے اور منزل مقصود سے نوازے (آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم)

خادم العلماء: —

محمد طیب الدین اشرفی مونگیری بہاری

استاذ دار العلوم لطیفیہ مکان حضرت قطب ویلورؒ قدس سرہ العزیز

مسئلہ
بیعتِ غائب وحاضر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلۂ بیعت غائب و حاضر

سوال۔ شیخ در طریقت کرا گویند

جواب۔ ولی کہ وارث نبی باشد و بطریق
متابعت بدعوۃ خلق ماذون و مامور بود،
چنانکہ شیخ محمد غوث گوالیری قدس سرہ در اوراد
غوثیہ در مسئلۂ فسخ بیعت تحریر فرمودہ "چوں درویش
شایانِ رہبری نباشد و وارثِ نبی نگشتہ بود
حکم فسخ بیعت او فسخ نکاح عنین۔ انتہیٰ۔

و در نفحات ہست مشائخ صوفیہ کہ
بواسطۂ کمال متابعت رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم مرتبہ وصول یافتہ اند و بعد
ازاں در رجوع برائے دعوتِ خلق بطریق
متابعت ماذون و مامور شدہ اند و ایں
طائفہ کاملان مکمل اند کہ فضل و عنایت
ازلی ایشاں را بعد از استغراق در عین

سوال۔ طریقت میں شیخ کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ وہ ولی جو نبی کے وارث ہوتے ہیں
اور بطریق اتباع خلق کی رہنمائی کے لئے ماذون
و مامور ہوتے ہیں جیسا کہ شیخ محمد غوث گوالیری
قدس سرہ نے اوراد غوثیہ کے اندر فسخ بیعت کے
مسئلہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جب فقیر رہبری کے
لائق نہ ہو اور نبی کا وارث نہ ہو سکا ہو تو اس
کی بیعت کے توڑنے کا حکم عنین (نامرد) کے فسخ
نکاح کا حکم ہے۔ انتہیٰ۔

اور نفحات میں ہے کہ مشائخ صوفیہ جو رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال اتباع کے واسطہ
سے اللہ تک پہونچے ہوئے ہیں اور اس کے بعد
خلق کی دعوت کیلئے متوجہ ہونے کے بارے
میں بطریق اتباع نبی صلے اللہ علیہ وسلم ماذون
و مامور ہیں، یہی جماعت کامل اور مکمل ہے
جس کو عنایتِ ازلی نے توحید کے بھنور

جمع الجمع و لجۂ توحید از شکم ماہی فنا بہ ساحل تفرقہ و میدان بقا۔ خلاصی و مناصی ارزانی فرمود، تا خلق را بہ نجات و درجات دلالت کند۔ انتہیٰ۔

اور جمع الجمع کے چشمے میں ڈبونے کے بعد ماہی فنا کے شکم سے تفرقہ کے ساحل پر لا ڈالا اور بقا کے میدان میں نجات بخشی اور مقام اطمینان عنایت فرمایا تاکہ نجات اور درجات کی جانب خلق کی رہنمائی کرے۔ انتہیٰ۔

و شیخ عبدالرزاق کاشی در اصطلاحات صوفیہ نوشتہ الشیخ ھو الانسان الکامل فی علوم الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ البالغ الیٰ حد التکمیل بھا العالم بآفات النفوس وامراضھا وادوائھا ومعرفتہ بدوائھا وقدرتہ علیٰ شفائھا والقیام بھداھا ان استعدت ووفقت لاھتدائھا وشک نیست کہ ایں ہر دو تعریف ولی وارث اند کما ھو ظاھر علیٰ عالم کتب التصوف۔

اور شیخ عبدالرزاق کاشی اصطلاحات صوفیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ وہ انسان کامل ہے جو شریعت طریقت اور حقیقت کے علوم میں حد تکمیل کو پہونچا ہوا ہو اور نفسوں کے آفات اور ان کے امراض اور ان کے علاج کا جاننے والا ہو اور ان کی حقیقت کا عارف ہو اور ان کی شفا پر اس کو قدرت ہو اور ان کی ہدایت پر قائم ہو اگر وہ نفوس مستعد ہو جائیں تو انکی ہدایت کی توفیق ہو جائیگی اور شک نہیں ہے کہ یہ دونوں تعریفیں ولی وارث ہی کی ہیں جیسا کہ کتب تصوف کے جاننے والے پر ظاہر ہے۔

سوال معنی ارادت کہ مرید شدن است در اصطلاح طریقت چیست

سوال ارادت جس کے معنی مرید ہونا ہے اصطلاح طریقت میں کیا شئی ہے۔

جواب اذعان شیخ ہست چناں کہ در بہجۃ الاسرار روایت از دو شیخ جلیل القدر ہست و آں شیخ عمر کیمانی و

جواب شیخ کا اذعان (یقین) کر لینا ہے جیسا کہ بہجۃ الاسرار میں دو جلیل القدر شیخ سے روایت ہے اور وہ دونوں شیخ عمر کیمانی

شیخ عمر بزاز رحمہا اللہ تعالیٰ ہست، کہ حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، را شخصے سوال کرد :-

اور شیخ عمر بزاز رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں کہ حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، سے کسی نے سوال کیا۔ کہ :-

ارایت ان یسمی لك رجلاً ولم یاخذ یدك ولم یلبس لك خرقۃً ھل یُعد من اصحابك فقال رضی اللہ عنہ یسمی وانتمی الیّ قبلہ اللہ تعالیٰ ولو کان علی سبیل مکروہ فھو من جملۃ اصحابی رضی اللہ عنہ۔ ان ربی عزوجل و عدنی ان یدخل اصحابی وکل من یحب لی الجنۃ ۔ انتہیٰ ۔

کیا آپ جائز سمجھتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنے کو آپ کی جانب منسوب کیا ہو حالانکہ اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور آپ سے خرقہ نہیں پہنا۔ کیا وہ آپ کے صحاب سے شمار کیا جائے گا۔ تو آپ نے فرمایا شمار کیا جائیگا اور میری جانب منسوب ہوگا اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالے گا اگرچہ کہ وہ مکروہ طریقہ پر ہو لیکن وہ میرے منجملہ اصحاب سے ہے، بیشک میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب کو اور ان کو جو مجھ سے محبت کرتے ہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ انتہیٰ ۔

سوال : بنا بر اذعان شیخ حضور و حیات شیخ شرط ہست، یا نہ

سوال اذعان کی صورت میں شیخ کا حاضر یا زندہ رہنا شرط ہے، یا نہیں ؟

جواب نہ، خواہ شیخ غائب باشد یا حاضر یا موتی باشد یا زندہ مثل اذعان پیغمبر شریعت کہ اصل ہست و شیخ نائب او و طریقت فرع شریعت ۔ پس قیاس

جواب نہیں۔ چاہے شیخ غائب ہو، یا حاضر یا مرگیا ہو یا زندہ ہو، یہ پیغمبر شریعت کے اذعان کے مثل ہے جو اصل ہے اور شیخ اس پیغمبر کا نائب ہے اور طریقت شریعت کی فرع

لہ حاشیہ صفحہ ۱۴) جمع الجمع اصطلاح صوفیہ میں حق کا شہود قائم بالخلق کو کہتے ہیں اور اسے فرق بعد الجمع بھی کہتے ہیں، کذا فی اصطلاحات کاشی، مترجم

فرع بر اصل باشند چہ اذعان پیغمبر در چہار
حالت مذکورہ صحیح است و اذعان شیخ
فرع اوست نیز صحیح باشد کما قال
الصوفیۃ الشیخ فی قومہ
کالنبی فی امتہ۔

پس فرع کا قیاس اصل ہی پہ ہوگا۔ کیونکہ
پیغمبر کا اذعان چاروں مذکورہ حالتوں میں
صحیح ہے اور اذعان شیخ جو اس کی فرع ہے
نیز صحیح ہے جیسا کہ صوفیہ نے فرمایا کہ شیخ اپنی
قوم کے درمیان ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی
امت میں۔

سوال: تو اذعان را با شیخ غائب
و موتی صحیح گفتنی از کتب و اقوال
اولیاء اللہ صاف بنما۔

سوال: آپ نے اذعان کو شیخ غائب
اور موتی کے ساتھ صحیح فرمایا ہے، اولیاء اللہ
کی کتب واقوال سے اسکی وضاحت فرمائیے۔

جواب چنانکہ در نفحات ہست شیخ
طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ
گفتہ اند کہ قومے از اولیاء اللہ عزوجل
باشند کہ ایشاں را مشائخ طریقت و کبرای
حقیقت اویسیان نامند و ایشاں
را در ظاہر بہ پیری احتیاج نبود
زیرا کہ ایشاں را حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم در حجر عنایت خود پرورش
می دہد بے واسطۂ غیری چنانکہ اویس را
داد۔ رضی اللہ عنہ۔ اگرچہ او بظاہر خواجۂ
انبیاء را علیہ السلام ندید اما پرورش از و
می یافت این عظیم مقامی بود و بس

جواب جیسا کہ نفحات میں ہے شیخ طریقت
شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک
قوم اولیاء اللہ کی ہے جن کو مشائخ طریقت و
کبرای حقیقت اویسی کہتے ہیں۔ ان کو ظاہر میں
کسی پیر کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، اس لئے
کہ ان کی حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کرم کے
گود میں پرورش فرماتے ہیں۔ بغیر کسی کے واسطہ
کے جیسا کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی پرورش
کی اگرچہ انہوں نے ظاہر میں خواجہ انبیاء
علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔ لیکن انہیں سے
تربیت پائی اور یہ حقیقت ہے اور بہت
بڑا مقام ہے اور درجۂ عالی۔ پس کس کو

مرتبۂ عالی تا کرا اینجا رسانند و ایں
دولت روی بکہ نماید ذالک فضل
اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل
العظیم۔

اس مرتبے پہ پہونچایا جائے گا اور یہ
دولت کس کو نصیب ہوگی۔ یہ اللہ کا فضل
وکرم ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اللہ
بڑا افضل والا ہے ۔

وہمچنیں بعضے از اولیاء اللہ کہ متابعان
آں حضرت اند، بعضے از طالباں را
بحسب روحانیت تربیت کردہ اند، بی
آنکہ اورا در ظاہر پیری باشد وایں
جماعت نیز داخل اویسیانند۔ انتہیٰ

اسی طرح بعض اولیاء اللہ نے جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے تبعین سے ہیں۔ بعض
طالبین کی روحانیت کے اعتبار سے
تربیت فرمائی ہے۔ بغیر اس کے اس کا ظاہر
میں کوئی پیر ہو اور یہ جماعت بھی اویسی میں
داخل ہے۔ انتہیٰ۔

وملا عبدالغفور برایں عبارت حاشیہ نوشتہ
داں این است یعنی اویسی را لازم نیست
کہ از روحانیت حضرت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم تربیت یابد بلکہ ہر کس از روحانیت
ولی از اولیاء تربیت یابد وی را اویسی
خوانند خواہ آں ولی در قیدِ حیات باشد
خواہ نہ باشد۔ انتہیٰ۔

ملا عبدالغفور اس عبارت پہ حاشیہ لکھتے ہیں
اور وہ یہ ہے کہ اویسیوں کو یہ لازم نہیں ہے
کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے
تربیت پائیں بلکہ ہر وہ شخص جسنے اولیاء اللہ
میں سے کسی ولی سے تربیت پائی ہو اس کو
اویسی کہینگے چاہے وہ ولی حیات سے ہو یا
نہ ہو۔ انتہیٰ۔

وقصۂ عدم حضور اویسی قرنی در جناب
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم و مقرر نمودن او
صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر او رضی اللہ عنہ
خرقۂ طریقت را چنانکہ از دست عمرؓ و علی

اور حضرت اویس قرنی کا سرورِ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہ حاضر ہونے کا واقعہ
اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کے لئے
خرقۂ طریقت کا متعین فرما دیا کہ ان کو حضور

رضی اللہ عنہا بعد وفات پیمبر علیہ الصلوٰۃ و
السلام بدو رضی اللہ عنہ رسید" چنانکہ
در کتب حدیث و سیر اولیاء قصۂ او
رضی اللہ عنہ مشہور و معروف ست۔

در خلاصۃ المفاخر است

فانتمی الیہ ای الی الشیخ عبد
القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
جمع عظیمۃ من العلماء وتلمذ لہ
خلق کثیر من الفقہاء حذفت
ذکرھم اختصاراً لکثیرۃ عدھم
ولبس الخرقۃ منہ جمع لا یحصون
من الفقراء والمشائخ الکبراء وقد
ذکرت فیما مضی ان جمھور شیوخ
الیمن یرحلون فی لبس الخرقۃ
الیہ بعضھم لبسھا من یدہ
...الیہ ...... والاکثرون
من رسولہ الذی ارسلہ الیھم
انتھی۔

ودر مرآۃ المریدین نوشتہ فصل پنجم
در بیان بیعت کنانیدن مردان و زنان کہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمرو
علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ سے پہنچا جیسا کہ
کتب حدیث اور سیر اولیاء کے اندر ان کا وقعہ
معروف و مشہور ہے۔

خلاصۃ المفاخر کے اندر ہے کہ

علماء کی ایک بڑی جماعت آپ سے یعنی حضور
غوث پاک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہوی اور
فقہاء کی کثیر مخلوق نے آپ کی شاگردی اختیار
کی ہیں نے ان کے ذکر کو کثرت تعداد ہونے
کی وجہ سے مختصر کرتے ہوئے حذف کر دیا اور
آپ سے بیشمار فقراء اور بڑے بڑے مشائخ
نے خرقہ پہنا۔ اور میں نے بیان گذشتہ میں ذکر
کیا ہے کہ یمن کے اکثر شیوخ آپ سے خرقہ پہننے
کے لئے سوار ہو کر پہونچے ہیں۔ ان میں سے
بعض نے آپ کے پاس پیدل چل کر آپ کے
دست مبارک سے خرقہ پہنا اور اکثر نے آپ
کے پیامبر سے جس کو آپ نے ان کے
پاس بھیجا۔ انتہیٰ۔

مرآۃ المریدین میں لکھا ہے۔ پانچویں فصل
ہے ان مردوں اور عورتوں کے بیعت کرنے میں

؎ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے لفظ معلوم نہ ہو سکا ۱۲

آمدن ایشاں برائے بیعت دشوار ست
اگر کسے مرد یا زن کہ آمدن او برائے بیعت
متعذر باشد، شیخ کلاہ خود یا دامنے از جامۂ
ملبوس خود یا مس کردہ بسوی او بفرستد و مرید
ہم قبول کند رواست، چنانچہ شیخ شرف الدین
یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ مکتوبی بمریدِ خود نوشتہ
اند کہ اے فرزند بحکم ظن کہ در حق ایں فقیر
است عقد پیوند بایں فقیر داری والتماس
طاقیہ نمودی ایں فقیر نیز آں فرزند را قبول
کرد و طاقیہ پیراں خود فرستاد، باید کہ
چند درویشی از اہلِ تصوف جمع کنی و دعوتے
بسازی و بحضور ایشاں اول توبۂ نصوح کردہ
تجدید ایمان آوری آنگاہ مرادانہ پیش آمدہ
چوں مریدان صادق طاقیہ بر سر نہی و تصور
کنی کہ دریں کار از سر بر خاستم و دنیا را پس
پشت انداختم و روی بآخرت آوردم بعدہ
دوگانہ شکر گذاری۔ انتہیٰ۔

و در تجلیات رحمانی سید علی قدس سرہ ساکن
تاجپورہ نوشتہ اند۔ اگر شخصے را عقیدۂ ارادت

جن کا بیعت کے لئے آنا دشوار ہے۔
اگر کوئی مرد یا عورت جس کا بیعت کے واسطے
آنا متعذر ہو شیخ اپنی ٹوپی یا دامن اپنے پہنے
ہوئے کپڑوں میں سے یا اُسے مس کر کے اس کی
جانب بھیجے اور مرید اس کو قبول کر لے تو جائز ہے
جیسا کہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ
ایک مکتوب میں اپنے مرید کو لکھتے ہیں کہ اے
فرزند اس ظن کی وجہ سے جو اس فقیر کے حق
میں ہے اس فقیر سے متعلق ہونے کا ارادہ رکھتا
ہے اور طاقیہ کی گذارش کی ہے اس فقیر نے
بھی آنعزیز کو قبول کیا اور اپنے پیروں کی
ٹوپی بھیجی ہے چاہیئے کہ اہل تصوف سے چند
فقیروں کو جمع کر لے اور ان کے لئے ایک دعوت
کرے اور ان کے سامنے پہلے صحیح توبہ کرکے
نئے سرے سے ایمان لائے اور مریدانِ صادق
کی طرح طاقیہ اپنے سر پہ رکھے اور تصور کرے
کہ اس کام میں خیالاتِ ماسویٰ سے میں علیحدہ ہوا اور
دنیا کو پس پشت ڈال دیا اور اپنا رُخ آخرت کی
جانب کیا اس کے بعد دوگانہ شکر ادا کرے۔ انتہیٰ
اور تجلیاتِ رحمانی میں سید علی قدس سرہ
ساکن تاجپورہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی

برشخصے آمدکہ آں شخص در شہر دیگر باشد چوں
برای بیعت خود خانوادہ مقرر نمودہ کاغذ بنویسد
وآں شخص قبول کند درست است

وفتوای ملک العلماء مولانا عبدالعلی قدس سرہٗ
الخفی والجلی بر صحت ارادت وخلافت از شیخ
غائب مع عبارت استفتاء آن نیست۔

استفتاء

بخدمت قدوۂ جامع علوم ظاہر وباطن
دبارزو کامن برانیکہ ارادت وخلافت
از البا س خرقہ وبغیر آں چناں کہ در حضور شیخ
صحیح است ہم در غیب از ارسال واجازتش
صحیح است یا نہ بینوا وتوجروا۔

جواب

ھو اللہ یفتیکم

اخذ خرقۂ ارادت وخلافت از مرشد غائب
صحیح است بشرط فرستادن غائب واجازت
دادن بآں واللہ اعلم۔ عبدالعلی۔ انتہی

چوں سند ودلیل اذعان شیخ غائب بتفصیل

کسی شخص پر مرید ہونے کا اعتقاد آئے اور
وہ شخص دوسرے شہر میں ہو تو جب اپنی بیعت
کے لئے کسی خانوادے کو مقرر کر کے خط لکھے
اور وہ شخص اُسے قبول کر لے تو درست ہے۔

اور ملک العلماء مولانا عبدالعلی قدس سرہٗ الخفی و
الجلی کا فتوی شیخ غائب سے خلافت اور
ارادت کی صحت پر مع استفتاء کی عبارت
یہ ہے :-

استفتاء

قدوۂ جامع علوم ظاہر و باطن و معارف
جلی وخفی کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ،
مرید ہونا اور خرقۂ خلافت وغیرہ حاصل کرنا
جس طرح شیخ کے حضور میں صحیح ہے غائب
کے بارے میں اس نے اجازت دی و خرقۂ
خلافت بھیجدیا تو صحیح ہے یا نہیں جواب
دیکر عنداللہ ماجور رہوں۔ اللہ تم کو کھلا حکم دیتا ہے
ارادت وخرقۂ خلافت کا لینا مرشد غائب
سے صحیح ہے اس شرط کے ساتھ کہ غائب بھیجے
اور اس کو اجازت دے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔
عبدالعلی۔ انتہی

جبکہ شیخ غائب سے اذعان کے متعلق سند

نمودم الحال بتفصیل دلائل اذعان شیخ موتی از کتب معتبرہ بشنو۔ واللہ الموفق۔

و در رشحات ہست کہ شیخ ابو القاسم را انتساب باطن بدو جانب ہست۔ یکی از شیخ ابو الحسن خرقانی بعد از وفات شیخ ابو یزید ہست بمدتے و تربیت شیخ ابو یزید او را بحسب باطن و روحانیت بودہ ہست نہ بصورت۔ و نسبت ارادت شیخ ابو یزید بسطامی بحضرت امام جعفر صادق ہست۔ رضی اللہ عنہ و بنقل صحیح ثابت شدہ کہ ولادت شیخ ابو یزید بعد از وفات حضرت امام ہست۔ و تربیت امام اورا بحسب معنی و روحانیت بودہ ہست نہ بحسب ظاہر و صورت۔ انتہی۔

در نفحات است

انتساب شیخ ابو الحسن خرقانی در تصوف بسلطان العارفین شیخ ابو یزید بسطامی ہست قدس سرہ

اور دلیل تفصیل سے میں نے بیان کی ہے اب سو فقت شیخ موتی سے اذعان و ایقان کے متعلق مفصل دلیلیں کتب معتبرہ سے سنو۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

اور رشحات میں ہے کہ شیخ ابو القاسم کو باطنی نسبت دو جانب سے ہے۔ ایک شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کو شیخ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ حضرت ابو الحسن خرقانی رح کی ولادت حضرت بایزید بسطامی رح کی وفات سے ایک مدت بعد ہوئی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رح نے ان کی باطنی اور روحانی طور پر تربیت فرمائی ہے نہ کہ ظاہری اعتبار سے اور شیخ ابو یزید بسطامی رح کی نسبت ارادت حضرت امام جعفر صادق رض سے ہے۔ اور نقل صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت ابو یزید کی ولادت حضرت امام کی وفات کے بعد ہے اور امام نے ان کی تربیت باطن روحانیت کے اعتبار سے فرمائی ہے نہ کہ ظاہر اور صورت کے اعتبار سے۔ انتہی۔

اور نفحات میں ہے کہ شیخ ابو الحسن خرقانی کو تصوف میں نسبت سلطان العارفین ابو یزید بسطامی سے ہے قدس اللہ روحہما اور ان کی تربیت سلوک

وتربیت ایشاں درسلوک از روحانیت شیخ
ابویزید بودہ است و ولادت شیخ ابوالحسن خرقانی بعد
از وفات شیخ ابویزید بمدتے (شصت سال)
است۔

و در مثنوی شریف است، شنیدن شیخ
ابوالحسن خرقانی قدس سرہ وخبر دادن بایزید بسطامی
رحمۃ اللہ علیہ از تولد و احوال او پیش از ولادت
سـ۵

ہمچناں آمد کہ او فرمودہ بود
بوالحسن از مرداں او را شنود
کہ حسن باشد مرید و امتم
درس گیرد ہر صباح از تربتم
گفت من ہم نیز خوابش دیدہ ام
وز روان شیخ ایں بشنیدہ ام
ہر صباحی او نہادی سوئے گور
ایستادی تا ضحے اندر حضور
تا مثال شیخ پیشش آمدی
تا کہ بے گفتے شکالش حل شدی
تا یکی روزی بیامد با سعود
گورہا را برف نو پوشیدہ بود
تو بر تو برفہا ہمچوں علم

کے اندر شیخ ابویزید کی روحانیت سے ہے
اور شیخ ابوالحسن کی ولادت شیخ ابویزید کی وفات
سے ایک مدت (ساٹھ سال) کے بعد ہوئی ہے۔

اور مثنوی شریف میں ہے کہ شیخ ابوالحسن خرقانی
قدس سرہ کا سننا اور حضرت ابویزید بسطامی رح
کا ان کی ولادت اور احوال کے متعلق ولادت
سے پہلے خبر دینا۔ سـ۵

ایسا ہی وقوع میں آیا ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا
ابوالحسن نے اس کو لوگوں سے سُنا۔
کہ حسن میرا مُرید اور میرے ماننے والوں سے ہوگا۔
ہر صبح میری قبر سے سبق لے گا۔
حضرت ابوالحسن نے فرمایا کہ میں نے بھی انکو خواب میں دیکھا ہے
اور اس شیخ کی رُوح سے سُنا ہے۔
ہر صبح وہ قبر کی جانب تشریف لے جاتے۔
اور حضور میں چاشت کے وقت تک کھڑے رہتے
یہانتک کہ شیخ کی مثالی صورت ان کے سامنے آتی۔
کچھ کہے بغیر ان کی مشکلوں کا حل ہو جاتا تھا۔
یہانتک کہ ایک روز بادب تشریف لائے۔
قبروں کو برف کے تہوں سے ڈھکا ہوا پایا۔
برف کی تہ پرتہ پہاڑ کی مانند تھی۔

قبہ قبہ دید جانش شد بغم
بانگش آمد از حضیرہ شیخ حی
ھا انا ادعوک کی تسعی الیّ
ہین بیا این سو بر آوازم شتاب
عالم ار برف است رو از من متاب
حال او زان روز شد خوب و پدید
آن عجائب را کہ اول می شنید

دارا شکوہ قادری در نسبت ارادت حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ در سفینۃ الاولیاء نوشتہ است :-

ارادت آنحضرت بدانکہ تربیت غوث الثقلین بی واسطہ از روحانیت رسالت پناہ محمدی است صلی اللہ علیہ وسلم۔

و در بہجۃ الاسرار است کہ گفت شیخ ابو عمر عثمان بن مرزوقی القرشی رضی اللہ عنہ در وصف حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

وَلَیْسَ لِاَحَدٍ مِنَّۃٌ فِی ہٰذِہِ الطَّرِیْقِ سِوَی اللہِ عزوجل وَرَسُوْلِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم

و در شرح فتوح الغیب ہست بعضی از مجذوبان و محبوبان باشند کہ در ابتدای حال،

قبہ کے اوپر قبہ دیکھ کر انکی روح غمگین ہوگئی
اسوقت شیخ زندہ گڑھے سے یعنی قبر سے انکو آواز آئی
اور فرمایا آگاہ ہو میں تم کو بلاتا ہوں تم میری طرف دوڑ آؤ
ہاں اس طرف میری آواز پر جلد چلے آؤ
عالم اگر برف ہے منہ مجھ سے نہ موڑو۔
ان کی حالت اس دن سے اچھی ہوگئی۔
اور ان عجائب کو مشاہدہ کیا جن کو پہلے سنا کرتے تھے۔

دارا شکوہ قادری حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی نسبت ارادت کے متعلق سفینۃ الاولیا میں لکھتے ہیں کہ :-

آنحضرت کی ارادت کے متعلق معلوم ہو کہ غوث الثقلین کی تربیت بلاواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے ہوئی ہے۔

اور بہجۃ الاسرار میں ہے کہ شیخ ابو عمر عثمان بن مرزوقی القرشی رضی اللہ عنہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ کے وصف میں فرماتے ہیں کہ

ان پر اس راستہ میں سوائے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کا احسان نہیں ہے۔

شرح فتوح الغیب کے اندر ہے کہ مجذوبوں اور محبوبوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں، کہ

نیز اگرچہ در صحبت مشائخ و اہل تربیت باشند
اما در حقیقت تربیت و ترقیہ ایشاں از
جای دیگر باشد، چنانچہ حال شریف وی
رضی اللہ عنہ بود کہ فرمود مَا رَبَّانِی اِلَّا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولیس لاحدٍ علیّ مِنَّۃٌ بعد اللہ
ورسولہ۔ انتہیٰ۔

ابتدائے حال ہی میں بھی اگرچہ صحبت مشائخ میں رہتے
ہیں اور تربیت پاتے ہیں، لیکن حقیقت میں
ان کی تربیت ونگرانی دوسری جگہ سے ہوتی ہے
جیسا کہ سرکار غوث پاک رضؓ کا حال تھا۔ آپ نے
فرمایا کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے
میری تربیت نہیں فرمائی۔ اللہ اور اس کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میرے اوپر کسی کا احسان
نہیں ہے۔ انتہیٰ۔

و در شیخ ابن عطاء اللہ سکندری از شیخ ؎ ......
قدس سرہٗ نقل کردہ کہ گفت انا ما ربّانی
الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و شیخ عبدالرحیم قناوی گفتہ کہ فرمود لا مِنَّۃَ
لاحدٍ علیّ اِلّا رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ
علیہ وسلم این ہر دو روایت در بہجۃ الاسرار
است و در دیگر کتب نیز

اور شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ
فلاں شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ غوث پاک رضؓ نے
فرمایا کہ میری تربیت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمائی اور شیخ عبدالرحیم قناوی نے فرمایا کہ
آپ نے فرمایا کہ میرے اوپر سوائے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کا احسان نہیں ہے۔ یہ دونو
روایتیں بہجۃ الاسرار اور دوسری کتابوں میں بھی
موجود ہیں۔

و در بہجۃ الاسرار است قال الشیخ ابو البرکات
ابن صخر رضی اللہ عنہ اخذ العہد
الشیخ عبدالقادر علی کل ولی فی
زمانٍ ان لا یتصرف بحالہ فی ظاہر

اور بہجۃ الاسرار میں ہے شیخ ابو البرکات ابن
صخر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی رضؓ نے ہر ولی سے خواہ کسی زمانے میں ہو یہ عہد
لیا کہ کوئی اپنے ظاہر یا باطن حال میں ان کی اجازت

؎ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے نام معلوم نہ ہو سکا۔ ۱۲ مترجم

اوباطن الّا باذنه وهو ممن له الکلام
فی حضرة القدس المطهرة باذن
الله تعالیٰ وله اعظم التصرف فی
الاکوان بعد موته کما کان له قبل
موته ۔ انتہیٰ ۔

کے بغیر تصرف نہ کرے اور آپ کی ہستی ان
میں سے ہے جن کو بارگاہ قدس مطہر میں اللہ
اللہ کی اجازت سے کلام کا حق حاصل ہے اور
جن کو اکوان عالم کے اندر موت کے بعد بھی بہت
بڑا حق تصرف حاصل ہے جیسا کہ موت کے پہلے حاصل
تھا ۔ انتہیٰ ۔

قال الشیخ ابو الحسن علی القرشی
رضی الله عنه رأیت اربعة من المشائخ
یتصرفون فی قبورهم کتصرف الحیاة
الشیخ عبد القادر والشیخ معروف
الکرخی والشیخ عقیل والشیخ ابن
قیس الحرانی ۔ انتہیٰ

حضرت ابو الحسن القرشی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ میں نے چار ایسے مشائخ کو دیکھا جو اپنی
قبروں میں اسی طرح تصرف فرماتے ہیں جس طرح
حیات میں تصرف فرماتے تھے ۔ اوّل شیخ عبد القادر
جیلانی دوم شیخ معروف کرخی سوم شیخ عقیل
چہارم شیخ ابن قیس حرانی رضی اللہ عنہم ۔ انتہیٰ ۔

حضرت سید شاہ ابو الحسن الحسینی القادری
البیجاپوری المعروف بہ گورے حسن، در مخزن
السلاسل دربیان خلافتہا کہ باو رسیدہ
نوشتہ منہا بواسطۃ اربع اولیاء اللہ
تعالیٰ وهی حصلت ایاهم من النبی
صلی الله علیه وسلم فی المنام بلا
واسطة وهم ابو البیان والشیخ
شمس الدین محمد بن محمود الحنفی
الخوارزمی والشیخ احمد بن الرداد

حضرت سید شاہ ابو الحسن الحسینی القادری
البیجاپوری المعروف بہ گورے حسن مخزن السلاسل
کے اندر خلافتوں کے بیان میں جو ان کو پہونچے
ہیں لکھتے ہیں کہ ان میں سے چار اولیاء اللہ کے
واسطے سے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
خواب میں بلا واسطہ فیض حاصل ہوا ہے ۔ وہ
ابو البیان شیخ شمس الدین محمد بن محمود الحنفی
الخوارزمی، شیخ احمد بن الرداد اور سید جلال الدین
ابو عبد اللہ الحسین الحسینی بخاری

والسید جلال الدین ابو عبد اللہ
الحسین الحسینی البخاری مخدوم
جہانیاں. فعلی ہذا یکون اربعة
عشر شخصًا ممن لبسوا من رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطة
انتہی۔

در حاشیہ مخزن السلاسل است کہ سیدنا
یعقوب چشتی خلیفہ شیخ زین الدین دولت
آبادی قدس اللہ سرہما مانند زندگانی صوری
تصرف دارند وہر کہ ارادۂ تلقین و بیعت
او در دل مصمم کردہ بر سر قبر مقدس او در شتہ
التماس اندیشۂ خود نماید بصورت ظاہر شدہ
مراسم ارشاد و لوازم انابت بتقدیم می رسانند
انتہی۔

و در بہجۃ الاسرار شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ
عنہ فرمود کہ شیخ ابو بکر ہرا ریطائی رضی اللہ
عنہ اول مشہور بقطع طریق بود چوں بصدق
واخلاص توبہ کرد واز خلق منقطع شد،
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ را در خواب دید گفت

مخدوم جہانیاں ہیں۔ اسی طرح چودہ [۱۴]
اشخاص ہوئے جن کو حضور
صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ
خرقۂ خلافت ملا ہے۔
انتہی۔

اور حاشیہ مخزن السلاسل میں ہے کہ سیدنا
یعقوب چشتی خلیفہ شیخ زین الدین دولت
آبادی قدس اللہ سرہما ظاہری وصوری زندگی
کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ جو شخص ان سے
بیعت اور تلقین کا ارادہ دل میں پختہ کر کے
ان کی مقدس قبر پہ جا کر اپنے ارادے کی گزارش
کرتا ہے تو آپ اصلی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں،
اور ارشاد کی رسموں کو اور انابت کے لوازم کو
ادا کرتے ہیں۔ انتہی۔

اور بہجۃ الاسرار میں شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ شیخ ابو بکر ہرا ریطائی رض پہلے مشہور
راہزن تھے۔ جب انہوں نے صدق اور اخلاص سے
توبہ کی اور مخلوق سے علیحدہ ہو گئے تو سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رض کو خواب
میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے خرقہ

یارسول اللہ اَلبِسنِی خِرقَۃً۔ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا
ابن ھرار آنا نبیك وھذا شیخك
واشار الی الصدیق رضی اللہ عنہ
پس حضرت صدیق خرقہ وکلاہ اورا پوشانید
و دستِ مُبارک بر ناصیہ وسر او فرمود آورد
وگفت بارک اللہ فیک۔ پس ازاں بعد
شیخ ابوبکرؒ بیدار شد و خرقہ و طاقیہ ہر دو بر
سر خود یافت واز ہر طرفی خلق متوجہ حضرتِ
وی شد و علاماتِ قرب بتواتر و ترادف
ظاہر گردید۔

کذا فی خلاصۃ المفاخر

ایضاً انتساب شیخ علی ابن وھب سنجاری
از صدیق اکبر رضی اللہ عنہ است کہ در خواب
از وی طاقیہ پوشید و در بیداری آں طاقیہ
بر سر خود یافت شیخ علی گوید چوں من بیدار
شدم و بیروں آمدم خلق برمن ہجوم کردند۔
کذا فی خلاصۃ المفاخر۔

وہکذا انتساب خواجہ بہاؤالدین نقشبندی
رحمۃ اللہ عنہ اویسی اند و تربیت از روح

عنایت فرمائیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن ہرار میں تیرا نبی
ہوں اور یہ تیرا شیخ ہے اور آپ نے صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ فرمایا۔ پس
حضرتِ صدیق ؓ نے ان کو خرقہ اور کلاہ دونو
پہنائے اور دستِ مبارک ان کی پیشانی
اور سر پہ پھیرا اور فرمایا اللہ تعالےٰ تم کو برکت
عطا کرے۔ پس اس کے بعد ابوبکرؒ بیدار
ہوے اور خرقہ اور ٹوپی دونو کو اپنے سر
پر پایا۔ ہر طرف سے مخلوق آپ کی جانب
متوجہ ہوی اور آپ پر قربت کی علامتیں
مسلسل ظاہر ہوگئیں۔

ایسا ہی خلاصۃ المفاخر میں ہے۔

نیز حضرت شیخ علی بن وھب سنجاری کو نسبت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ خواب میں آپ
سے ٹوپی پہنی اور بیداری میں اس ٹوپی کو اپنے
سر پہ پایا۔ شیخ علی فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار
ہوا اور باہر آیا تو مخلوق نے مجھ پہ ہجوم کر
لیا۔ ایسا ہی خلاصۃ المفاخر میں ہے۔

اور ایسا ہی خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ
علیہ اویسی ہیں اور حضرت عبدالخالق

عبدالخالق غجدوانی یافتہ اند و تعلّم آداب
طریقت بحسب صورت از سید امیر کلال
دارند ، کذا فی النفحات

غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے تربیت
پائی ہے اور آداب طریقت ظاہری اعتبار سے
حضرت سیّد امیر کلال سے سیکھے ہیں۔ ایسا
ہی نفحات میں ہے۔

و در شرح مشکوٰۃ افضل المحدثین شیخ
عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نوشتہ
اند کہ استمداد با اہل قبور در غیر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم یا در غیر انبیاء منکر شدہ اند آں را
بسیاری فقہاء و می گویند نیست زیارت
مگر دعاء موتی و استغفار برای ایشاں و رسانیدن
نفع بایشاں بدعاء و استغفار و تلاوت قرآن
و اثبات کردہ اند آں را مشائخ صوفیہ
قدس اللہ اسرارہم و بعض فقہاء رحمہم اللہ و
ایں امر محقق و مقرر است نزد اہل کشف و
کمال از ایشاں تا آنکہ از ایشاں بسیاری
را فیوض و فتوح از ارواح رسیدہ ایں طائفہ
را در اصطلاح ایشاں اویسی خوانند۔

اور شرح مشکوٰۃ میں افضل المحدثین شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اہل قبور
غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر انبیاء علیہم السلام
سے مدد چاہنے کے بارے میں بہت سے فقہاء
نے انکار کیا ہے اور کہتے ہیں کہ نہیں ہے زیارت
مگر موتیٰ کی دعا کے لئے اور ان کی طلب مغفرت
اور ان کو دعا و استغفار و تلاوت قرآن سے
فائدہ پہونچانے کے لئے اور جن لوگوں نے اس کو
اثبات کیا ہے وہ مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم
اور بعض فقہاء رحمہم اللہ ہیں اور ان میں سے اہل
کشف و کمال کے نزدیک یہ چیز محقق و ثابت
ہے یہاں تک کہ ان میں سے بہتوں کو ارواح سے
فیوض پہنچے ہیں اور اس گروہ کو ان کی اصطلاح
میں اویسی کہتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است قبر امام
موسیٰ کاظم تریاق و مجرب است مر اجابت دعا را۔
و حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ

امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم کی
قبر خاص کر قبولیت دعا کے لئے تریاق و مجرب ہے۔
اور حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

هر که استمداد کرده شود بوی در حیات استمداد کرده می شود بوی بعد از وفات ۔

ہیں جن بزرگ سے ان کی زندگی میں امداد طلب کی جاتی رہی ہے اُن کی وفات کے بعد بھی ان سے امداد طلب کی جا سکتی ہے ۔

و یکی از مشائخ عظام گفته است دیدم چهار کس را از مشائخ که تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرفهائے ایشاں در حیاتِ خود، یا بیشتر۔ شیخ معروف کرخی۔ و شیخ عبدالقادر جیلی رحمهما الله و دو کس دیگر را از اولیاء شمرده و مقصود حصر نیست آنچه خود دیده و یافته است گفته ۔

اور مشائخ عظام میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مشائخ میں سے چار اشخاص کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبروں میں اس طرح تصرف فرماتے ہیں جسطرح وہ اپنی زندگی میں، یا اس سے زیادہ تر۔ وہ شیخ معروف کرخی اور شیخ عبدالقادر جیلی رحمہما اللہ اور دوسرے دو شخص جن کو اولیا میں سے شمار فرمایا ہے، یہاں حصر مقصود نہیں ہے انہوں نے جو کچھ دیکھا ہے اور پایا ہے بتایا ہے۔

و سیدی احمد زروق که از اعاظم فقهاء و علماء و مشائخ دیارِ مغرب است گفت که روزی شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید که امدادِ حی اقوی تر است یا امدادِ میّت۔ من گفتم قومی می گویند که امدادِ حی قوی تر است۔ و من می گویم که امدادِ میّت قوی تر است۔ پس شیخ گفت نعم زیرا که وی در بساطِ حق است و در حضرتِ او است۔

و سیدی احمد زروق نے جو دیار مغرب کے بہت بڑے فقیہ عالم اور مشائخ سے ہیں فرمایا کہ ایک روز شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے یا مُردے کی۔ تو میں نے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی زیادہ قوی ہے، اور میں کہتا ہوں مردے کی مدد قوی تر ہے۔ تو شیخ نے کہا کہ ہاں اس لئے کہ وہ بساط حق میں ہے اور اسکی بارگاہ میں ہے۔

و نقل در این معنی ازین طائفه بیشتر است

اور اس معنی میں اس جماعت سے بہت

از آنکہ حصر و احصاء کرد، شود۔ و یافتہ نمی شود در کتاب و سنت و اقوالِ مشائخ سلفِ صالح کہ منافی و مخالف ایں باشد و رد کند ایں را و بہ تحقیق ثابت شدہ است بآیات و احادیث کہ روح باقی ہست و او را علم و شعور بزائران و احوالِ ایشاں ثابت است، و ارواحِ کاملاں را قربی و مکانتی درجنابِ حق ثابت است۔ چنانکہ درحیات بود یا بیشتر ازاں و اولیاء را کرامات و تصرفات در اکوان حاصل ہست و آں نیست مگر ارواحِ ایشاں را، و ارواح باقی ہست و متصرّف حقیقی نیست مگر خداء عز شانہٗ و ہمہ بقدرت اوست و ایشاں فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات، پس اگر دادہ شود مر احدی را چیزی بوساطت یکی از دوستاں و مکانتی کہ نزدِ خدا دارد دور نباشد۔ چنانکہ درحالتِ حیات، و نیست فعل تصرّف در ہر دو حالت مگر حق جل جلالہٗ و عم نوالہٗ را۔ و نیست چیزی کہ فرق کند میان ہر دو حالت و یافتہ نشدہ است دلیلے بر آں،

انتہیٰ۔

زیادہ منقول ہے جو حصر و شمار سے باہر ہے۔ اور کتاب و سنّت اور اقوال سلفِ صالحین میں ایسی بات نہیں پائی جاتی جو اس امر مذکور کی مخالف اور منافی ہو، اور آیات و احادیث سے تحقیقاً ثابت ہے کہ روح باقی ہے اور اس کو اسکی زیارت کرنے والوں کا اور ان کے احوال کا علم و شعور ثابت ہے اور کاملین کی روحوں کو جناب حق تعالیٰ میں بڑا قرب اور مرتبہ حاصل ہے جس طرح کہ حیات میں، یا اس سے زیادہ تر۔ اور اولیاء کرام کو اکوانِ عالم کے اندر کرامات و تصرفات حاصل ہیں، اور یہ اُن کی ارواح کا وصف ہے۔ ارواح باقی ہیں اور متصرف حقیقی صرف ذات باری تعالیٰ ہے اور یہ تمام اس کی قدرت کے تحت ہیں اور یہ تمام بزرگ حیات اور بعد ممات جلال حق میں فانی ہیں۔ پس اگر کسی ایک کو ان دوستوں میں سے جو حق کے پاس مرتبہ رکھتے ہیں کسی ایک کی وساطت سے کوئی چیز دی جائے تو بعید نہیں ہے جیسا کہ حالت حیات میں تھی اور فعل و تصرف کا حق ہر دو حالتوں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور کوئی ایسی شئی نہیں ہے جو ان دو حالتوں کے درمیان فرق کرے اور نہ اسپر کوئی دلیل پائی جاتی ہے۔

سوال حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہٗ در
اوراد غوثیہ نوشتہ کہ اکثر درویشاں چوں بمقام
قبولیت می رسند و در ولایت مبالغت می یابند
مشائخ پیشین ایشاں را در معاملہ خلافت و
تلقین قبول می فرمایند و حضرت رسالت، نیز
کرات و مرات نوازش می کنند در تصحیح خلافت
یا نہ تصریح ہست ازیں قبولیت دیگراں را
قبول گرداند یا نہ. بعضے مشائخ کہ از اکثر اولیاءؒ
در معاملہ خلافت رسیدہ ہست شرف و بندگی دانستہ
اند، و لی سلسلہ ازاں خلافت برنیاوردہ اند
اگر کسے آرد از اں نسبت باطل است. پس
تو کہ بر جواز ایں امورات نوشتہ چگونہ باشد۔

جواب گوئیم ایں فتویٰ حضرت موصوف بر
عمل بعض بنا بر احتیاط اہل زمانہ خود، نہ از اصل امر
و نیز قاعدہ است بعض کل را باطل نگرداند، لہذا
مولانا حبیب اللہ صاحب کہ از خلفاء شاہ صبغۃ اللہ
اند برایں عبارت حاشیہ نوشتہ اند کہ میاں شیخ
محمود از بندگی شاہ صبغۃ اللہ روایت کردہ کہ
ایشاں جائز داشتہ اند. و شک نیست کہ

سوال حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہٗ
اوراد غوثیہ کے اندر لکھتے ہیں کہ اکثر فقراء جب
مقام قبولیت میں پہنچتے ہیں اور ولایت کے اندر
ترقی و عروج پاتے ہیں تو سلف مشائخین ان کو
خلافت و تلقین کے معاملہ میں قبول فرماتے ہیں۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بارہا نوازش فرماتے
ہیں اور خلافت کی صحت پر خرقہ واضح دلیل ہے۔
اس قبولیت سے دوسروں کو قبول کیا جائیگا یا نہیں
بعض مشائخ نے اکثر اولیاء کو جو معاملے میں خلافت
پہونچی ہے شرف و بندگی سمجھا ہے۔ لیکن اس
خلافت سے سلسلہ جاری نہیں کیا ہے۔ اگر
کوئی شخص اس سے معاملہ سلسلہ جاری کرے تو وہ
نسبت باطل ہے پس آپنے ان امورات کے جواز پر لکھا
ہے، وہ کیونکر صحیح ہوگا؟

جواب میں کہتا ہوں کہ یہ فتویٰ حضرت
موصوف نے بعض مشائخ کے عمل کی وجہ سے اپنے
زمانے کے مشائخ کی روک تھام اور احتیاط کے لئے
نہ کہ یہ اصل امر ہے نیز قاعدہ ہے کہ بعض کل کو باطل
نہیں کرتا۔ اسلئے مولانا حبیب اللہ صاحب جو شاہ صبغۃ اللہ
صاحب کے خلفاء سے ہیں اس عبارت پر حاشیہ لکھتے
ہیں کہ میاں شیخ محمود بندگی شاہ صبغۃ اللہ صاحب

شاہ صبغۃ اللہ صاحب قدس سرہ بیک واسطہ
کہ شاہ وجیہہ الدین علوی اند بہ شاہ محمد غوث
قدس سرہ اند، می رسند۔

فائدہ عظیمہ

بدانکہ سبب حصول ولایت خاصہ از دو
نسبت است، ظاہری و باطنی،
اول را کسب و مجاہدہ و ثانی را وہب و
عطاء و اجتباء خوانند۔ اگر حصول جذبہ کہ شرط
ولایت است بکسب و مجاہدہ باشد آں ولایت
را کسبیہ و آں ولی را محب و مرید خوانند و اگر
قبل مجاہدہ می باشد آں ولایت را عطائیہ و آں
ولی را محبوب و مراد و مجذوب و مجتبیٰ خوانند، و
شک نیست کہ ایں ہر دو نسبت از ظاہر و باطن
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اجرا یافتہ
و اولیاء لاتعد ولاتحصیٰ تا بقائی ولایت
خاصہ و آں دور خاتم ولایت علی الاطلاق، کہ
عیسیٰ علیہ السلام است، ازیں دو وجہ مستنیر
و مستفیض و برای کسب و مجاہدہ وجود و حضور شیخ
شرط است چناں کہ آیۂ کریمہ وابتغوا الیہ
الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم

سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے اسے
جائز قرار دیا ہے اور شک نہیں ہے کہ شاہ صبغۃ اللہ
قدس سرہ ایک واسطہ سے جو شاہ وجیہہ الدین علوی
ہیں شاہ محمد غوث قدس سرہ تک پہونچتے ہیں۔

فائدۂ عظیمہ

جان لو کہ ولایتِ خاصہ کے حصول کا ذریعہ
دو نسبت سے ہے ظاہری اور باطنی۔
اول کو کسب و مجاہدہ اور ثانی کو وہب
و عطا و اجتباء کہتے ہیں۔ اگر حصولِ جذبہ جو
شرط ولایت ہے کسب اور مجاہدہ سے ہو اس
ولایت کو کسبیہ اور اس ولی کو محب و مرید کہتے
ہیں اور اگر قبل مجاہدہ ہو اس ولایت کو عطائیہ
اور اس ولی کو محبوب و مراد اور مجذوب و مجتبیٰ
کہتے ہیں۔ اور شک نہیں ہے کہ یہ دونوں نسبتیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن سے جاری
ہوئی ہیں اور اولیائی بے شمار و بے حساب ولایت
خاصہ کی بقا تک اور وہ دور خاتم ولایت مطلق
ہے جو عیسیٰ علیہ السلام ہیں، انہیں دو وجہوں سے
نور و فیض حاصل کرتے ہیں اور کسب و مجاہدہ کے
لئے شیخ کا حاضر و موجود رہنا شرط ہے جیسا کہ
آیۂ کریمہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا

تفلحون مشعر باین معنی است و در حالت
جذب وعطاء شرط نه وآیهٔ کریمه الله یجتبی
الیه من یشاء بخوانید مخبر این فحوای است
و دریں عبارات وکتاب نیک تامل کنی تا صاف
معلوم شود کما قال القیصری فی تقسیم
ولایة الخاصة فی مقدمات شرح قصیدهٔ
تائیه فارضیة ۔

فی سبیلہ لعلکم تفلحون یعنی اسکی جانب
وسیلہ ڈھونڈو اور مجاہدہ کرو اُسکی راہ میں تاکہ تم
کامیاب ہو جاؤ۔ اس معنی کی جانب اشارہ کررہی
ہے اور حالت جذب وعطا میں شرط نہیں ہے
اور آیۂ کریمہ اللہ یجتبی الیہ من یشاء یعنی
اللہ تعالیٰ اپنے لئے چن لیتا ہے جسے چاہتا ہے
پڑھو کہ اس مضمون کی خبر دے رہی ہے۔ ان عبارتوں
میں اور کتاب میں اچھی طرح غور کرو تو صاف واضح
طور پر معلوم ہو جائیگا جیسا کہ قیصری نے ولایت
خاصہ کی تقسیم میں شرح قصیدۂ تائیہ فارضیہ کے
مقدمہ میں فرمایا ہے کہ

وهی عطائیه وکسبیه

وہ (ولایت خاصہ) عطائی اور کسبی ہے۔

والعطائیة ما یحصل بالانجذاب
الی الحضرة الرحمانیة قبل المجاهدة

اور عطائیہ وہ ہے جو جذب سے حضرت رحمانیہ تک
مجاہدہ کے پہلے حاصل ہو۔

والکسبیه ما یحصل به بالانجذاب
الیها بعد المجاهدة

اور کسبیہ وہ ہے جو جذب سے حضرت رحمانیہ
تک بعد مجاہدہ کے حاصل ہو۔

ومن سبق جذبته علی مجاهدته
تسمی بالمحبوب لان الحق سبحانه
یجذبه الیه ۔ ومن سبق مجاهدته
علی جذبته یسمی بالمحب لتقربه الی
الحق سبحانه اولاً ثم یحصل له

جو شخص کہ اس کا جذب مجاہدے پر سبقت لے
کر گیا اس کا نام محبوب رکھا جاتا ہے۔ اس لئے
کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اس کو اپنی جانب جذب فرما
لیتا ہے اور جس کا مجاہدہ اس کے جذبے پر
سبقت کر گیا ہو اس کا نام محب رکھا جاتا ہے

الاجذاب ثانیاً کما قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ناقلاً عن ربہ لایزال العبد یتقرب
الیّ بالنوافل حتی احبہ الیٰ آخر
الحدیث۔ فجذبتہ موقوفۃ علی
المحبۃ الناتجۃ لتقربہ لذالک
یسمی کسبیاً۔

اس لئے کہ وہ حق تک پہلے مجاہدہ سے پہونچا پھر
ثانیاً اس کو جذب حاصل ہوا جیسا کہ حضور صلی
اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحابہ وبارک وسلم اپنے رب سے
نقل فرماتے ہیں کہ ہمیشہ بندہ قربت حاصل کرتا ہے
میری طرف نوافل سے یہاں تک کہ میں اس سے محبت
کرنے لگتا ہوں آخر حدیث تک۔ تو اس کا جذب
اس محبت پر موقوف ہے جو اس کے تقرب کا نتیجہ دیتی
ہے، لہٰذا اس کا نام کسبی رکھا جاتا ہے۔

قدوۃ المحدثین شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ
از شیخ اکبر ثانی عبدالکریم جیلی رضی اللہ عنہ، در کتاب
مدارج النبوۃ در وصل کیفیت تعلق بجناب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم وعکوف بباب وی صلی اللہ علیہ
وسلم نقل می فرماید کہ بتحقیق نمی داند و نمی شناسد،
طالب چیزی را کہ لائق بحال اوست مگر بواسطہ
شیخ مرشد کہ راہ نماید او را یا بواسطہ جذبۂ الٰہی کہ
کشف کند او را از آن نیست کلام ما با مجذوب
و کلام ما با تست ای عاقل طالب اتباع محمدی،
پس می باید ترا سعی کند در طلب شیخی کہ راہ
نماید ترا بر معرفت خدا۔ انتہیٰ

اور قدوۃ المحدثین شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ
اللہ علیہ کتاب مدارج النبوۃ میں شیخ اکبر ثانی عبدالکریم
جیلی رحمۃ اللہ علیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی بارگاہ سے تعلق اور آپ کے آستانہ پر قیام
کی کیفیت کے وصل میں نقل فرماتے ہیں کہ کسی
چیز کو طلب کرنے والا جو اس کے حال کے لائق ہو
بہ تحقیق نہیں جانتا اور نہیں پہچانتا مگر مرشد
کے واسطے سے جو اس کو راہ دکھاتا ہے یا جذبِ
الٰہی سے جو اس کو پیش آتا ہے۔ ہمارا کلام مجذوب
کے بارے میں نہیں ہے، ہماری بحث اے ہوش والے
طالب اتباع محمدی تجھ سے ہے۔ پس تجھکو چاہیئے
کہ ایسے شیخ کی طلب میں کوشش کرے جو معرفت
الٰہی کی جانب تیری رہنمائی کرے۔ انتہیٰ۔

وکار جذبہ کہ از عطیہ و عنایات ست مقابلہ
عمل ثقلین کند کما قال الصوفیۃ
الجذبۃ من جذبات الحق توازی
عمل الثقلین۔ و شیخ عبدالرزاق کاشی
در تعریف جذبہ نوشتہ الجذبۃ تقریب
العبد بمقتضی العنایۃ الالٰھیۃ
المھیأۃ لکل ما یحتاج الیہ فی
طی المنازل الی الحق بلا کلفۃ و
سعی منہ و ایضًا از وست در تعریف
مجذوب المجذوب من اصطفاہ
الحق تعالیٰ لنفسہ واصطفاہ
بحضرۃ اللہ وطھرہ بماء
قدسہ فحاز من المنح والمواھب
ما فاز بہ بجمیع المقامات
والمراتب بالکلیۃ بلا کلفۃ
المکاسب والمتاعب وایضًا از وست
تعریف ماء القدس ھو العلم الذی
یطھر النفس عن دنس الطبائع
ونجس الرذائل او الشھود الحقیقی
بتجلی القدیم الرافع للحدث فان
الحدث نجس و مجذوب کہ طریق

اور کار جذب جو عطیہ و عنایات الٰہی سے ہے عمل
ثقلین کے برابر ہے جیسا کہ صوفیہ نے فرمایا ہے
کہ جذبات حق میں سے ایک جذبہ عمل ثقلین کے
مساوی ہوتا ہے۔ شیخ عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ
علیہ جذبے کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ جذبہ بندے
کو طے منازل میں بغیر کلفت اور سعی کے حق تک
قریب کر دیتا ہے یہ اس عنایت الٰہیہ کے مقتضا
کے مطابق ہے کہ جن باتوں کی اس بندے کو حاجت
ہوتی ہے ان تمام کو مہیا کرتی ہے۔ نیز انہیں سے
مجذوب کی تعریف میں ہے کہ مجذوب وہ ہے جسے
اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے انتخاب فرمایا ہو اور اس
کو اپنے حضور انس کے لیے چنا ہو اور اسے ماء قدس
سے پاک فرمایا ہو۔ پس جمع کیا اس نے ان تمام
عطایا اور مواہب کو جس سے وہ جملہ مقامات و
مراتب کے اندر بغیر کسب و جفاکشی کے کامیاب ہوا۔
نیز انہیں سے ماء قدس کی تعریف میں ہے کہ وہ علم ہے جو
نفس کو طبیعتوں کے میل سے اور رذائل کی ناپاکی سے
پاک کرتا ہے یا وہ شہود حقیقی ہے تجلی قدیم کے ساتھ
جو حدث کو دور کرنے والا ہے اس لیے کہ حدث
ناپاک ہے۔ اور وہ مجذوب جو اکمل اور اتم طریقہ پر
ہے قطبیت کبریٰ کو پہنچتا ہے جیسا کہ قیصری نے

اکمل و اتم وارد بقطبیت کبری می رسد نہ غیر او
چنانکہ غیری تصریح فرمود المجذوبون
اتم کمالا من المحبة فلا یصل
الی القطبیة الا الاولون پس
مجذوب را جذب بر تبعیت پیغمبر است، نیز
افاضہ از باطن پیمبر لازم است حقیقةً۔ پس
نبوت خود پرورش دہد۔ چنانکہ شیخ طریقت
شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ در تذکرۂ اولیا
فرمودہ اند بدانکہ قومی باشند ایشاں را
اولیسیاں گویند وایشاں را بہ پیر حاجت نبود
ایشاں را نبوت در حجر خود پرورش دہد بے
واسطہ غیری چنانکہ اویس را داد رضی اللہ عنہ
اگرچہ بظاہر خواجہ انبیاء علیہ السلام را نہ
دیدہ اما پرورش از وی می یافت نبوت می پرورد
در حقیقت ہم بود، لہٰذا حضرت محبوب سبحانی،
سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرمودہ اند
انما ربانی الا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ولیس لاحد
منة علیّ بعد اللہ ورسولہ
وہمچنیں بعضے از متابعان آں حضرت
بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمقتضائے

تصریح فرمائی ہے کہ مجذوبین از روئے محبت کے،
کامل اور اتم ہوتے ہیں، پس مرتبۂ قطبیت کو
سابقین ہی پہنچتے ہیں۔ پس مجذوب کا جذب
پیغمبر کی اتباع کی بنا پر ہے۔ نیز اس کا فیض
پہونچانا پیغمبر کے باطن کے ساتھ لازم ہے۔ اس
لئے کہ حقیقت میں نبی خود پرورش دیتے ہیں -
جیسا کہ شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس
سرہٗ تذکرۂ اولیاء میں فرماتے ہیں کہ جان لو، کہ
ایک جماعت ہے جن کو اویسی کہتے ہیں، ان کو
کسی پیر کی حاجت نہیں ہوتی ہے، ان کو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود کرم کے آغوش میں
بغیر کسی کے واسطہ کے تربیت فرماتے ہیں، جیسا کہ
اویس قرنی رض کی تربیت فرمائی۔ اگرچہ انہوں نے
ظاہر میں خواجۂ انبیاء علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔ لیکن
انہیں سے تربیت پائی۔ نبوت پرورش کر رہی تھی
اور حقیقت بھی یہی ہے، اسی لئے حضرت محبوب
سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ مجھ کو سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کسی نے تربیت نہیں فرمائی اور میرے اوپر اللہ
اور اس کے رسول ؐ کے بعد کسی کا احسان نہیں ہے
اور اسی طرح بعض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین

تعاونوا علی البر والتقوی نظر تائید
برآں مجذوب دارند تا بآسانی طمانیت حاصل
آید چنانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وحال شیخ
ابوبکر ہرار و شیخ علی ابن وہب سنجاری کہ
ازاں خبر دہد رضی اللہ عنہما وایں مجذوب را
اویسی و روح آں ولی را موید خوانند
چنانکہ در نفحات است در ذکر خواجہ بہاؤ الدین
نقشبند قدس سرہ کہ کسے از ایشاں سوال
کرد کہ درویشی شما موروث است یا مکتسب
فرمود بحکم جذبۃ من جذبات
الحق توازی عمل الثقلین
بایں سعادت مشرف گشتم و جناب خواجہ
رضی اللہ عنہ اویسی اند از روح خواجہ
عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ سرہ و
تعلم آداب طریقت بحسب صورت از سید امیر
کلال دارند۔

چنانچہ در نفحات است

پس حاصل تحقیق اینست کہ اولیاء سہ قسم
منقسم اند نسبت ظاہری دارند مثل اکثر صحابہ

سے ہیں اور بحکم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعاونوا
علی البر والتقوی یعنی نیکی اور تقوے پر مددگار
رہو کہ مقتضا سے نظر تائید اس مجذوب پر رکھتے
ہیں تا کہ آسانی سے اس کو طمانیت حاصل ہو جائے
جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور شیخ ابوبکر
ہرار اور شیخ علی ابن وہب سنجاری کا حال
اسکی خبر دیتا ہے (رضی اللہ عنہما) اور ان مجذوبوں
کو اویسی اور ان ولیوں کی روح کو مؤید کہتے
ہیں جیسا کہ نفحات میں خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی
قدس سرہ کے ذکر میں ہے کہ کسی نے ان سے سوال
کیا فقیری آپ کو وراثۃً ہے یا کسب کی ہوئی
ہے۔ فرمایا ایک جذبہ جذبات حق سے عمل ثقلین
کے مساوی ہے ہیں اس حکم کے مطابق اس سعادت
سے مشرف ہوا ہوں اور جناب خواجہ رضی اللہ
عنہ اویسی ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی
قدس اللہ سرہ کی روح سے فیض یافتہ ہیں اور ظاہری
اعتبار سے آداب طریقت کی تعلیم حضرت سید امیر
کلال رحمۃ اللہ علیہ سے پائی ہے۔

جیسا کہ نفحات میں ہے۔

پس حاصل تحقیق یہ ہے کہ اولیا تین قسم پر منقسم
ہیں ایک وہ کہ نسبت ظاہری رکھتے ہیں جیسے کہ

واکثر مشائخ صوفیہ کہ طریق عام و شائع است یا نسبت باطنی مثل حضرت بایزید بسطامی و شیخ ابوالحسن خرقانی و شیخ ابو بکر ہرار و شیخ علی ابن وہب سنجاری رضی اللہ عنہم یا باوجود باطن جامع بظاہر کہ افضلیت وبرکت دارد مثل محبوب سبحانی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہما۔

الحمد للہ علی ہذا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ و اصحابہ الذین فازوا بالفیوضات الظاہریۃ والباطنیۃ والجمع منہما۔

اکثر صحابہ اور اکثر مشائخ صوفیہ ہیں، جو طریقہ عام ہے یا نسبتِ باطنی جیسے حضرت بایزید بسطامی، اور شیخ ابوالحسن خرقانی اور شیخ ابو بکر ہرار اور شیخ علی ابن وہب سنجاری رضی اللہ عنہم باوجود باطن کے ساتھ ظاہر کو جامع ہے، جو افضلیت وبرکت رکھتا ہے جیسا کہ محبوب سبحانی اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہما۔

تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اسپر اور درود وسلام نازل ہو اس کے رسول پر اور انکی آل واصحاب پر جو کامیاب ہوئے فیوضاتِ ظاہری وباطنی اور ان دونوں کی جمع سے۔

خاتمہ

سوال درحالتِ صغر اگر کسے را والدۂ او طالب کسے کناند صحیح است یا نہ۔

جواب صحیح نیست، چنانچہ شیخ محمد غوث گوالیری قدس سرہ در اورادِ غوثیہ نوشتہ اند کہ چوں وقت خوردگی اگر مادر مرید کنانیدہ باشد جائز نیست۔ انتہیٰ۔ پس طالب کہ فرع اوست چگونہ صحیح باشد۔

سوال اگر کسے را از جبر واکراہ ولبفریبے

سوال اگر کسی کو اس کی ماں بچپنے میں کسی سے مرید کرادے صحیح ہے یا نہیں۔

جواب صحیح نہیں ہے، جیسا کہ شیخ محمد غوث گوالیری رحمۃ اللہ علیہ نے اورادِ غوثیہ کے اندر تحریر فرمایا ہے کہ جب کسی کو بچپنے میں اسکی ماں مرید کرادے تو جائز نہیں ہے۔ انتہیٰ
پس طالب جو اسکی فرع ہے کس طرح صحیح ہوگا۔

سوال: اگر کسی کو کوئی شخص جبر واکراہ اور

تدلیس مرید خود کند آں مریدی صحیح است یا نہ۔

فریب اور دھوکے سے اپنا مرید کر ڈالے وہ مریدی صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: صحیح نیست چنانچہ شیخ محمد غوث گوالیری قدس اللہ سرّہ در اورادِ غوثیہ تحریر فرمودہ کہ اگر مردی را جبراً و تکلیفاً در بیعت در آرند آں بیعت نیست تا آنکہ بطبع خود در آید۔

جواب: صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ محمد غوث گوالیریؒ اورادِ غوثیہ کے اندر تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو زبردستی سے مرید کر ڈالے، وہ بیعت درست نہیں ہے یہاں تک کہ خود اپنی طبیعت سے قبول کرلے۔

سوال:۔ اگر شخصے نابالغ مرید شخصے شد بعد از بلوغ حکم آں مرید چیست۔

سوال: اگر کوئی نابالغ شخص کسی کا مرید ہوا، بلوغ کے بعد اس مرید کا کیا حکم ہے۔

جواب: مرید بعد از بلوغ مختار است اگر خواہد مریدی ازاں شیخ درست دارد وگرنہ ہرجا کہ خاطر او باشد مرید شود، کذا فی زاد المتقین للشیخ عبد الحق دہلوی واوراد غوثیہ وغیرہما من کتب الطریقۃ!

جواب: مرید بالغ ہونے کے بعد اختیار رکھتا ہے، اگر چاہے تو اس شخص کی بیعت کو برقرار رکھے ورنہ جس جگہ اس کا دل ہو مرید ہو جائے، ایسا ہی زاد المتقین مصنفہ شیخ عبد الحق دہلوی میں اورادِ غوثیہ وغیرہ کتب طریقہ میں ہے۔

سوال:۔ اگر کسی برای خدا مرید نشود در طریقت آں مرید است یا نہ۔

سوال:۔ اگر کوئی شخص اللہ کے لئے مرید نہ ہو، وہ طریقت کی رُو سے مرید ہے یا نہیں؟

جواب۔ نیست، چنانچہ در شمائل الاتقیاء است کہ المرید لایرید الا اللہ واذا اراد سوی اللہ لا یسمی مریدًا۔

جواب:۔ وہ مُرید نہیں ہے۔ جیسا کہ شمائل الاتقیا کے اندر ہے کہ مرید اللہ کے سوا کسی کا ارادہ نہیں کرتا ہے اور جب غیر اللہ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ مرید نہیں۔

سوال: در اثبات و نفی مریدی نزدِ
صوفیہ کرام قول شیخ معتبر است یا مرید؟
جواب: قول مرید معتبر است۔ چنان کہ
در شمائل الاتقیاء است قال شیخنا رضی اللہ
عنہ اگر کسے گوید من مرید توام، و شیخ گوید
مرید من نہ، او مرید باشد زیرا چہ ارادت
فعل مرید ست و او بران مُقر است،
و اگر شیخ گوید تو مُرید منی۔ او گوید
من مرید تو نیم مرید نباشد زیرا چہ
او از فعل خود منکر است۔

و حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب دہلوی در
مکتوبی از مکاتیب سلک الجواہر کہ بنام
شیخ احمد ترقیم فرمودہ ایں عبارت تحریر کردہ
است ارادہ صفت مرید ست نہ صفت
پیر۔ اگر کسے مثلاً گوید کہ من مرید زیدام، و
زید گوید کہ او مرید من نہ، زید کاذب
باشد و او مرید زید باشد، و اگر گوید کہ
من مرید زید نیم و زید گوید کہ ایں مرید
من است زید کاذب باشد زیرا کہ
ارادت صفت مرید است و او از حال

سوال: مریدی کے اثبات و نفی میں صوفیاء
کرام کے نزدیک شیخ کا قول معتبر ہے یا مرید کا؟
جواب: مرید کا قول معتبر ہے جیسا کہ
شمائل الاتقیا میں ہے کہ ہمارے شیخ رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں تیرا
مرید ہوں اور شیخ کہتا ہے کہ تو میرا مرید نہیں ہے
تو وہ اس کا مرید ہوگا۔ اس لئے کہ ارادت مرید
کا فعل ہے اور وہ اس کا مقر ہے۔ اور اگر
شیخ کہے کہ تو میرا مرید ہے اور وہ شخص کہتا ہے کہ
میں تیرا مرید نہیں ہوں تو نہیں ہوگا اس لئے
کہ وہ اپنے فعل سے انکار کر رہا ہے۔

اور حضرت شیخ کلیم اللہ دہلوی اپنے مکاتیب
سلک الجواہر کے ایک مکتوب میں شیخ احمد کے نام تحریر
فرماتے ہیں۔ اس تحریر کی عبارت یہ ہے کہ ارادہ
مرید کی صفت ہے پیر کی صفت نہیں۔ مثلاً اگر
کوئی شخص یہ کہے کہ میں زید کا مرید ہوں، اور
زید کہتا ہے کہ یہ میرا مرید نہیں ہے تو زید جھوٹا
ہے اور وہ شخص مذکور زید کا مُرید قرار
پائے گا۔ اور اگر یہ کہے کہ میں زید کا مرید
نہیں ہوں اور زید کہتا ہے کہ یہ میرا مرید ہے
زید کاذب ہوگا اس لئے کہ ارادت مرید کی صفت

خود خبر می دہد، لہٰذا قول او معتبر است
انتہیٰ۔

سوال:۔ اگر کسے محضر بر مریدی شخصے
باخود بگواہ و شہادت مزیّن دارد حالانکہ
مرید ازاں ارادت منکر ہست، پس
آں محضر منظور و معتبر در طریقت باشد
یا انکارِ مرید کہ قول اوست؟

جواب:۔ انکارِ مرید کہ قول وست
معتبر است زیراکہ در طریقت ارادت
صفت باطنی مرید ہست خالصاً لوجہ اللہ ہست
و مریدی برآں متحقق است گواہ برآں
ممکن نہ پس قول او کہ انکار است معتبر باشد
و صورت حال ظاہر کہ در طریقت مریدی
برآں متحقق نیست گواہ برآں ممکن ہست
و آں معتبر نباشد، پس باطل است، لہٰذا
صوفیہ کرام در ثبوت و نفی ارادت
قول مرید را معتبر داشتہ اند۔

سوال اگر کسے از شیخ خود بعد از بیعت
منحرف شدہ از شیخ دیگر مرید شود درست
است یا نہ بعد ازاں حکم آں چیست۔

ہے اور وہ شخص اپنے حال کی خبر دے رہا
ہے۔ لہٰذا اسی کا قول معتبر ہوگا۔

سوال اگر کوئی شخص کسی شخص کی
مریدی پر اپنے پاس گواہ و شہادت کے ساتھ
محضر رکھتا ہے حالانکہ مرید اس ارادت سے
منکر ہے پس وہ محضر طریقت میں منظور و معتبر ہے
یا مرید کا انکار جو اس کا قول ہے؟

جواب انکار مرید جو اس کا قول ہے
وہی معتبر ہے، اس لئے کہ ارادت طریقت
میں مرید کی صفت باطنی ہے جو خالص اللہ
کے لئے ہے اور مریدی اسی پر متحقق ہے،
گواہ اس پر ممکن نہیں، تو اس کا جو انکار ہے
وہی معتبر ہوگا اور ظاہری صورت حال،
طریقت میں مریدی اس پر متفق نہیں ہے،
اور گواہ اس پر ممکن ہے وہ معتبر نہ ہوگا پس
باطل ہے۔ اسی لئے صوفیا کرام نے ثبوت
ونفی ارادت میں مرید کے قول کو معتبر قرار
دیا ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص اپنے شیخ سے
مرید ہونے کے بعد منحرف ہوکر دوسرے شیخ
سے مرید ہوجائے تو درست ہے یا نہیں

جواب درست نیست و رجوع از پیر اول لازم، چنانچہ در اوراد غوثیہ شیخ محمد غوث قدس سرہٗ فرمودہ است کہ ابتدائے ارادت فعل مرید است بعد از بیعت اختیار پیر است و حیات پیر و بلاغت مرید شرط است چوں بعد از اختیار مرید خواہد کہ بگردد گردیدن نتواند اگر صد جائی بیعت گیرد مُرید نشود۔ بیعت ہماں شخص ثابت است کہ اول مرتبہ کردہ باشد و رد و قبول او پیش ہماں پیر است۔ انتہیٰ۔

سوال از اجرای شیخ یک سلسلہ طریقت کہ مراد از یک شجرہ باشد دلیل بر عدم ارادت دیگر سلاسل آں شیخ را می تواں شد یا نہ ؟

جواب می تواں شد زیرا کہ اکثر شیوخ طریقت شجرہ را جاری دارند با وجود دیگر شجرات کہ مجاز باشند پس دلیل بر عدم اجازت دیگر سلاسل می تواں شد۔

اس کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

جواب درست نہیں ہے اور پیر اول سے رجوع کرنا پڑتا ہے جیسا کہ اوراد غوثیہ کے اندر ہے۔ شیخ محمد غوث قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ابتدائے ارادت مرید کا فعل ہے اور مرید ہونے کے بعد پیر کا اختیار رہے اور حیات پیر و بلوغ مرید شرط ہے۔ جب اس اختیار کے بعد مرید اگر چاہے کہ دوسرے پاس مرید ہو جائے، اگر سو جگہ بھی بیعت کر لے مرید نہیں ہو سکتا۔ اسی شخص اول کی بیعت ثابت رہیگی جس سے پہلی مرتبہ کر چکا ہے اور رد و قبول کا تعلق اسی پیر سے ہے۔ انتہیٰ۔

سوال: شیخ کا ایک سلسلۂ طریقت کا جاری کرنا کہ مراد ایک شجرہ سے ہے دوسرے سلاسل شیخ کے عدم ارادت پر دلیل ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب ہو سکتا ہے اس لئے کہ اکثر شیوخ طریقت ایک ہی شجرہ کو جاری رکھتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ دوسرے شجروں کے بھی مجاز ہوتے ہیں۔ پس وہ دوسرے سلاسل کے عدم اجازت پر

دلیل ہوسکتا ہے

سوال: اگر مدعی گوید من از شیخ شنیده ام که فرموده من اجازت یک سلسله دارم۔

سوال: اگر کوئی دعوی کرنے والا کہے کہ میں نے شیخ سے سُنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک ہی سلسلہ کی اجازت رکھتا ہوں صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: باطل است آنچہ مدعی گوید ما دو شاہد را (مرید و خلیفہ شیخ مذکور) داریم و ایشاں مقراند کہ شیخ موصوف اجازت سلاسل بما اقرار فرمودہ اند چنانچہ بتفصیل آں نیز فرمودہ۔

جواب: جو کچھ مدعی کہہ رہا ہے باطل ہے کیونکہ ہم دو گواہ (شیخ مذکور کے مرید اور خلیفہ) رکھتے ہیں اور وہ مقر ہیں کہ شیخ موصوف نے اجازتِ سلاسل کا ہم سے اقرار فرمایا ہے چنانچہ اس کی تفصیل بھی کی ہے۔

سوال شخصے از مریدان ایں سلسلہ بکمال علم و قوۃ حال رسیدہ اما اجازت از مرشد خود نیافتہ، پس آنکس اجرای سلسلۂ مرشد خود کند یا نکند۔

سوال: اس سلسلے کے مریدوں میں سے کوئی مرید کمال علم اور قوۃ حال پر پہنچ گیا ہے لیکن اس نے مرشد سے اجازت نہیں پائی، تو وہ شخص اپنے مرشد کے سلسلے کو جاری کرے یا نہ کرے۔

جواب کند زیرا از شیوخ ما مثل مخدوم المحققین و جدی سید شاہ ابوالحسن قادری و والدی قدس اللہ اسرارہم منقول است ہر کہ نسبت بما دارد و بعد ازاں بہ لیاقت خلافت کہ کمال علم و قوۃ حال است رسید سلسلہ جاری کند و ہموں لیاقت نزد ما خلافت است نہ

جواب کرے، کیونکہ ہمارے شیوخ جیسے مخدوم المحققین و جدی سید شاہ ابوالحسن القادری و والدی قدس اللہ اسرارہم سے منقول ہے کہ جو شخص ہم سے ارادت کی نسبت رکھتا ہے اور اسکے بعد خلافت کی لیاقت پر جو کمال علم اور قوۃ حال ہے پہنچ گیا سلسلہ جاری کریگا اور یہی لیاقت

بخلافت رسمی مشائخ زمانہ وحاجت نیست
بدادنِ خلافت واجازت وسند ایشاں از پیمبر
ما واز سلفِ ما ست کما ھو ظاہر وطریقۂ سلف
ہمیں منوال است چنانکہ از کتب سیر ایشاں ۔

سوال ایں امورات مریدی وخلافت
وشجرہا وغیرہ از امورات قضائیہ اند کہ دراں
قضا جاری است یا دیانتیہ کہ دراں قضا
جاری نیست ۔

جواب ایں امورات دیانتیہ اند نہ
قضائیہ می بود البتہ درکتب فقہ ازاں اشعار
بودی وہم قضائی ایں امورات کردی ونیز
ارباب طریقت درکتب خود قضای ایں
امورات نہ نوشتی ۔

ہمارے نزدیک خلافت ہے، نہ کہ مشائخ زمانہ
کی رسم خلافت، ان کی خلافت واجازت دینے
کی حاجت نہیں اور ان کی سند ہمارے پیغمبر اور
ہمارے سلف سے ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور سلف کا
طریقہ اسی طریقے پر جیسا کہ ان کی کتب سیر سے ثابت ہے۔

سوال۔ مریدی خلافت اور شجروں
وغیرہ کے یہ امور، امورات قضائیہ سے ہیں۔
جن میں قضا جاری ہے یا دیانتہً ہیں جن میں قضا
جاری نہیں ہے ۔

جواب: یہ امور دیانتہً ہیں نہ کہ قضاً
اگر قضائیہ ہوتے، البتہ فقہ کی کتابوں میں
اُن سے آگاہی دی جاتی، اور ان امور کا فیصلہ
بھی کرتے اور ارباب طریقت بھی اپنی کتابوں
میں ان امور کا فیصلہ نہ لکھتے ۔

مطبوعہ ملیکٹرک قومی پریس بنگلور